رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ عَسٰی اَنْ يَبْعَثَكَ

تار کا پتہ الفضل قادیان

قادیان

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۲	۱۹۳۴ء	مطابق ۲۶ ؍ اگست	یوم یکشنبہ	۱۴ ؍ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ	نمبر ۲۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۲۴؍ اگست کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے۔ خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا جس میں جماعت کے متعلق اصلاحی ہدایات بیان فرمائیں:۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ ۲۱؍ اگست شملہ سے ایک فوری کام کے لئے آئے۔ اور ۲۳؍ اگست کو واپس چلے گئے:۔

۲۱؍ اگست نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو سیالکوٹ مقامی جماعت کی تربیت کیلئے بھیجا گیا ہے:۔

صاحبزادہ مرزا منیر احمد ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو چند روز سے تیز بخار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ترکِ دُنیا کا مطلب

فرمایا "ترکِ دُنیا کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ انسان سب کام کاج چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرلے۔ ہم اس بات سے منع نہیں کرتے۔ کہ ملازم اپنی ملازمت کرے۔ اور تاجر اپنی تجارت میں مصروف رہے اور زمیندار اپنی کاشت کا انتظام کرے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ انسان کو ایسا ہونا چاہئے۔ کہ "دست در کار دل بایار" انسان خدا تعالےٰ کی رضامندی پر چلے۔ کسی معاملہ میں شریعت کے برخلاف کوئی کام نہ کرے۔ جب خدا مقدم ہو۔ تو اسی میں انسان کی نجات ہے۔ دُنیا داروں کو مداہنہ کی عادت بہت بڑھ گئی ہے جس مذہب والے ملے۔ اسی کی تعریف کردی۔ خدا تعالیٰ اس سے راضی نہیں صحابہؓ میں بعض بڑے دولتمند تھے۔ اور دُنیا کے تمام کاروبار کرتے تھے۔ اور اسلام میں بہت سے بادشاہ گزرے ہیں۔ جو درویش سیرت تھے۔ تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ لیکن دل ہر وقت خدا کے ساتھ ہوتا تھا"

(بدر ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہدیۂ مبارکباد کدخدائی صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

(از جناب مولانا عبید اللہ صاحب بسمل)

ہادیِ ہند میرزا ہادی — قادیاں را کہ داد آبادی
بود منظورِ حق کہ در دنیا — بعد از دورِ یثرب و بطحا
مطلعِ آفتابِ دیں گردد — دلِ اعداء ازو حزیں گردد
خیزد از وے یکے بشانِ نبیؐ — در لباسِ محمدِؐ عربی
حکمِ عدل زو ظہور کند — ظلمتِ ظلم و جہل دور کند
قادیاں مرکزِ علوم شود — چرخ آسا پُر از نجوم شود
پارہ سازد صلیبِ ترسارا — ترس افتد دلِ کلیسارا
باز پیدا شود ز رحمتِ رب — رونقِ عہدِ شہریارِ عرب
نسلِ او مثلِ آلِ ابراہیم — میشود روشناسِ ہفت اقلیم
للہ الحمد اندریں اوقات — چشمِ ما دید آں ہمہ برکات
در زمانِ خلافتِ ثانی — شد عیاں وعدہائے ربّانی
اندریں عہدِ مصلحِ موعود — جلوہ گر گشت فضلِ ربِّ ودود
چوں فروزاں نجوم اولادش — نور پاشندہ آل امجادش
از دعاہائے احمدِ مرسل — ہر یکے نامور بعلم و عمل
ہر یکے طورِ علم و طودِ نُہےٰ — رازدانانِ شرع و زہد و تقےٰ
پاسبانانِ ملّتِ بیضاء — حارسانِ شریعتِ غرّا
لقمہ خوارانِ خوانِ قرآنی — عاشقانِ کلامِ رحمانی
ہر یکے راست کار در سُنّت — مجتنب گشتہ طبعش از بدعت
ہر نبی زادہ مفخرِ اسلام — رحمتِ ذوالجلال والاکرام
آں یکے صورتِ نبیؐ دارد — ویں یکے سیرتِ علیؓ دارد
آں یکے خوئے مصطفےٰؐ دارد — ویں یکے روئے مرتضےٰؓ دارد
آں یکے ناصر ایں دگر منصور — متجلی بسانِ شعلۂ طور
نصرتِ ایزدی چہار طرف — اندرون و برون ہزار طرف

نورِ چشم اللہ ناصر احمد — جلوۂ فضلِ کردگارِ احد
بارک اللہ ابن ابن رسول — کدخدا شد بہ بنتِ بنتِ بتول
خلفِ اکبر خلیفۂ حق — در معالی ربودہ گوئے سبق
ہمسرِ او رئیسہ بنتِ رئیس — او سلیماں عروس او بلقیس
آں حسنؓ صورت و حسینؓ وقار — مرتضےٰؓ سیرت و مسیحؑ آثار
تربیت یافتہ ز فضلِ عمر — بالغ العلم گشتہ چوں حیدر
مفخرِ ملّت و رشید الدین — بر سپہر جلال ماہِ مبین
کردہ حاصل علومِ شرعِ متیں — ہمچو علامہ حمید الدیں
حافظ و مولوی حق آگاہ — نخبۂ حضرت جری اللہ
شمسۂ سقفِ آلِ سلمانی — قرۃ العین قدرتِ ثانی
دوحۂ روضۂ کرام الناس — شرف افزائے دودۂ برلاس
باقر العلم حافظ القرآن — فاضل العصر کامل الایمان
دامنِ نصرتِ خدا بروئے — جلوہ گر فضلِ احمدی دروئے
مامِ محمودہ و پدرِ محمود — جدِ امجد مسیحِ ربِّ ودود
عمۂ او بسے مبارکہ ذات — فاطمہ طینت و خدیجہ صفات
سیّدہ بنتِ احمدِ مرسل — اختر آسمانِ علم و عمل
عمِ او میرزا بشیر احمدؐ — ماہر العلم فاضلِ اوحد
عمِ دیگر ولی خاصِ احد — حضرت میرزا شریف احمد
جدّ او میر ناصر نواب — بو صدیق وقت در اصحاب
پور بہرِ پدر چنیں شاید — خلف الصدق ایں چنیں باید
دو اتالیق او ز ربِ جلیل — میر اسحاقؓ و میر اسمٰعیلؓ
یوسفی بو بہ پیرہن دارد — احمدی حسن در بدن دارد
مے کنم پیش ہدیۂ تبریک — ہمچو جہد المقل بہ پیشِ ملیک
اے خداوند رافع الدرجات — از عنایاتِ تست ایں ہمہ سادات
تا ابد ہادئ ورا باشند — بر سپہر علا ضیا پاشند
پایۂ شاں بر آسماں باشد — آسمان بر مرادِ شاں باشد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

139

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

اشاعتِ اسلام کے متعلق ابنائے فارس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حفاظتِ اسلام کی ذمہ داری

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲ر جولائی ۱۹۳۴ء کو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نکاح صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علیخان صاحب کے ساتھ - اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا نکاح اپنی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ پڑھتے ہوئے جو خطبہ ارشاد فرمایا - وہ چونکہ نہایت اہم مطالب پر مشتمل تھا - اس لئے قلم بند کر کے حضور کی خدمت میں نظر ثانی کے لئے پیش کیا گیا - اب حضور کے ملاحظہ کے بعد شائع کیا جاتا ہے - (ایڈیٹر)

آیاتِ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں

انسان کی پیدائش

کے متعلق فرماتا ہے - وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن و انس کو صرف ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے - جو یہ ہے - کہ وہ میرے عبد بن جائیں - صفاتِ الٰہیہ کو اپنے اندر داخل کر لیں - اور میرے

مظہر کامل

ہو جائیں - گویا اُن میں سے ہر شخص باوجود بندہ ہونے کے خدا تعالیٰ کا ظل ہو - جو سطح زمین پر چل پھر رہا ہو - ایسے لوگ جنہیں خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین نہیں - کہا کرتے ہیں - کہ خدا کہاں ہے - ہمیں دکھا دو - اور کئی مومن حیران ہو کر پوچھا کرتے ہیں - کہ اس سوال کا کیا جواب ہے - حالانکہ اگر وہ

صحیح معنوں میں مومن

ہوں - تو اس سوال کا جواب وہ خود بن جائیں - کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ہر انسان کو اپنا ظل بننے کے لئے پیدا کیا ہے - پس ہر کامل مومن

خدا تعالیٰ کا ظل اور خلیفۃ اللہ

ہے - اس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ سوال ہی نہیں کر سکتا - کہ خدا دکھا دو - کیونکہ اُس کی موجودگی میں یہ سوال بالکل بے معنی ہے جب سورج چڑھا ہوا ہو - تو کون کہا کرتا ہے - کہ مجھے سورج دکھا دو یا دریا موجیں مار رہا ہو - تو کون کہہ سکتا ہے - کہ مجھے دریا دکھا دو وہ تو ہر شخص کو نظر آ رہا ہوتا ہے - پس اگر کوئی شخص دنیا میں

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا مظہر

ہو جائے - تو کوئی شخص یہ سوال نہیں کر سکتا - کہ مجھے خدا دکھا دو کیونکہ اس کا وجود ہی خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوتا ہے - اور اس کی تمام صفات اس کے اعمال سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہوتی ہیں - بہر حال یہ مقصد اور غرض ہے - جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدا کیا - اور اس مقصد کے حصول کے لئے

پہلا انسان

جسے ذمہ دار قرار دیا گیا - قرآن مجید نے اسے آدم کے نام سے موسوم کیا ہے حضرت آدم ظاہر ہوئے - اور انہوں نے دنیا میں خدا تعالیٰ کے وجود کو ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی - وہ لوگ جن کی ہستیاں اور جن کے آرام اور تعیش خدا تعالیٰ کے وجود کے ظاہر ہونے سے خطرے میں پڑتے تھے انہوں نے

حضرت آدم کا مقابلہ

کیا اور طرح طرح سے اس نور کو چھپانے کی کوشش کی جو دنیا میں حضرت آدمؑ کے ذریعہ ظاہر ہوا - لیکن وہ مخالفت اپنی کوششوں میں ناکام رہے - اور آدم نے جس قدر اس زمانہ میں مقدر تھا خدا تعالیٰ کا نور ظاہر کیا - آدم کا زمانہ گزرا - تو

حضرت نوحؑ کا زمانہ

آیا - اس وقت بھی دنیا نے پوری کوشش کی - کہ وہ خدا تعالیٰ کے نور کو کسی طرح چھپا دے لیکن دنیا کامیاب نہ ہوئی - اور خدا تعالیٰ نے اپنے جلالی نشانوں کے ذریعہ دنیا میں پھر عبودیت قائم کی پھر

اللہ تعالیٰ کے عبد

دنیا میں نظر آنے لگے - اس کے بعد شیطان نے پھر زور پکڑا - اور

ابراہیمی زمانہ

تک حضرت نوحؑ کے تمام آثار کو اُس نے اپنی دانست میں مٹا دیا - تو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ پھر دنیا میں اپنا نور قائم کیا اور خدا کے عبد نظر آنے لگے - لیکن

ابراہیمی نور

بھی آخر مدھم پڑ گیا - اور خدا کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی شکل میں اپنا نور ظاہر کرنا پڑا - حضرت موسیٰؑ کے بعد خدا تعالیٰ نے نبیوں کا سلسلہ تواتر کے ساتھ شروع کر دیا - یہاں تک کہ

حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ

آیا - اور خدا تعالیٰ کا وجود جس کا اثر دلوں پر نہایت ہی کمزور ہو گیا تھا - پھر اپنی عظمت کے ساتھ دنیا میں نظر آنے لگا - لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے سلسلہ میں بھی کمزوری پیدا ہوئی پھر اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی مدھم پڑ گئی - پھر شیطان نے اپنا سر اٹھایا - تب خدا تعالیٰ نے اُس آخری نور کو جو ہدایت اور راہ نمائی کا آخری چشمہ تھا - یعنی

محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم

کی ذات مبارکہ کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا:- رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو

دشمنانِ دین کا مقابلہ

جس سختی کے ساتھ کرنا پڑا - اور جن تکالیف میں سے آپ کو گزرنا پڑا - ان سے تمام مسلمان واقف ہیں - اور ہماری جماعت کے سامنے تو یہ مسئلہ کئی رنگوں میں آتا رہتا ہے - آپ

آخری روشنی

تھے - جو ظاہر ہوئے - آپ کے بعد کوئی نور ایسا آنے والا نہ تھا جو آپ کے نور سے منور نہ ہو - اسی طرح آپ کا ہدایت نامہ

آخری ہدایت نامہ

تھا - یعنی پھر دنیا میں کوئی ایسی ہدایت آنے والی نہ تھی - جو آپ کے ہدایت نامہ کے خلاف ہو - لیکن آپ کے لئے یہ بھی مقدر تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد لوگ آپ کے لائے ہوئے نور سے بھی محروم ہو جائیں - پھر شیطان سر اٹھائے - پھر دنیا میں گمراہی پھیل جائے - اور پھر ایسا فتنہ ظاہر ہو - جو آپ کی لائی ہوئی تعلیم اور

نیکی و ایمان کو خطرہ

میں ڈال دے - بلکہ ایک ایسا فتنہ مقدر تھا - جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی - خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں - ما بین خلق ادم الی قیام الساعۃ اکبر من امر الدجال - یعنی ایک

دجالی فتنہ

ظاہر ہونے والا ہے - کہ خلق آدم سے لے کر قیامت تک اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑا فتنہ کوئی ظاہر نہیں ہوا ہوگا۔ پس جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود سارے وجودوں سے بڑھ کر تھا۔ جس طرح آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم

سب تعلیموں سے اکمل

تھی۔ ویسے ہی آپؐ کے بعد ایک ایسا فتنہ ظاہر ہونے والا تھا۔ جو دنیا کے تمام فتنوں سے بڑا تھا۔ گویا ایک طرف جب آپؐ کے وجود میں رحمانی طاقتوں نے کامل طور پر ظہور کیا تو آپؐ کے مقابل پر جو فتنہ اُٹھنے والا تھا۔ اس میں شیطانی طاقتوں نے اپنا پُورا زور صرف کرنا تھا۔ اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے مقدر تھا۔ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوحانی اولاد

اور آپؐ کے شاگردوں میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا جائے۔ اور اُس کے ذریعہ اُس دجال کا جس نے ایمان کو خطرہ میں ڈال دیا ہوگا۔ سر کُچلا جائے ؏

ہم دیکھتے ہیں۔ آج کوئی فتنہ اور کوئی شرارت ایسی نہیں جس کا وجود پہلے زمانوں میں پایا نہ جاتا ہو۔ اگر آج دہریت پائی جاتی ہے۔ تو یہ ہر ملک اور ہر زمانہ میں پائی جاتی تھی۔ فلسفیانہ طور پر

خدا تعالےٰ کے وجود کا انکار

یونانیوں۔ ہندوستانیوں اور مصریوں پایا جاتا تھا۔ اور مذہبی طور پر خدا تعالےٰ کے وجود کا انکار قریباً ہر ملک میں پایا جاتا تھا۔ اور تمام ممالک میں ایسے لوگ ملتے تھے۔ جو کہتے تھے۔ کہ مذہبی طور پر خدا تعالےٰ کا وجود ثابت نہیں۔ اگر آج لوگ

انبیاء کا انکار

کرتے۔ وحی الٰہی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں۔ تو اس قسم کے لوگ پہلے بھی ساری قوموں میں پائے جاتے تھے۔ پہلے بھی ایسے لوگ تھے جو انبیاء کا انکار کرتے تھے۔ پہلے بھی ایسے لوگ تھے۔ جو وحیٔ الٰہی کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ پہلے بھی ایسے لوگ تھے۔ جو

فسق و فجور میں مبتلا

رہتے تھے۔ اور پہلے بھی ایسے لوگ تھے۔ جو دین سے بے اعتنائی کرتے تھے۔ اور بد اخلاقیوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ پھر وہ کیا چیز ہے دجالی فتنہ میں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمؑ سے لے کر قیامت تک کوئی فتنہ اس سے بڑا نہیں ہوگا۔ کوئی ایسی چیز اس فتنہ میں ہونی چاہیئے۔ جو پہلے دُنیا میں موجود نہیں تھی۔ اس حقیقت کے معلوم کرنے کے لئے جب غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں

دو چیزیں

ایسی نظر آتی ہیں۔ جو پہلے فتنوں میں موجود نہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ پہلے زمانہ میں جو فتنے پیدا ہوتے تھے۔ وُہ مقامی ہوتے تھے یعنی ہندوستان کا فتنہ مستقل ہوتا تھا۔ وُہ ایرانی فتنے سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اور ایرانی فتنہ مستقل ہوتا تھا۔ وُہ یونانی فتنہ سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح مصری فتنہ مستقل ہوتا تھا جو یونانی اور ایرانی فتنہ سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے ان فتنوں کا

دین پر متفقہ حملہ

نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ ان کی مثال بالکل ایسی ہی تھی۔ جیسے ایک ملک میں ڈاکو لوٹ مار کر رہے ہوں۔ اور کچھ ایک طرف سے حملہ آور ہوں۔ اور کچھ دُوسری طرف سے۔ ڈاکوؤں سے ملک کا امن بیشک خطرہ میں پڑ جائے گا۔ مگر حکومت تباہ نہیں ہوگی حکومت منظم طاقتوں سے تباہ ہُوا کرتی ہے۔ پس پہلے فتنوں اور موجودہ فتنہ میں فرق یہ ہے کہ یہ فتنہ

ایک منظم تحریک

کے ماتحت اپنا اثر پھیلا تا جا رہا ہے۔ جاپان گو عیسائی نہیں۔ مگر اس کے خیالات کی رو یورپ کے تابع ہے۔ چین گو عیسائی نہیں۔ مگر اس کے خیالات یورپ کے تابع ہیں۔ اسی طرح ایران۔ ہندوستان۔ ترکستان اور عرب عیسائی نہیں بظاہر اسلامی ممالک ہیں۔ مگر ان کے

خیالات کی رَو یورپ کے تابع

ہے۔ غرض موجودہ زمانہ میں تمام کی تمام تحریکات ایک سلک میں پروئی ہوئی اور ایک نظام کے ماتحت نظر آتی ہیں جس سے اس

فتنہ کی ہیبت

بہت بڑھ گئی ہے۔ پہلے انسان یہ خیال کرتا تھا۔ کہ ایرانی یا یونانی یُوں کہتا ہے۔ مگر اب یہ کہا جاتا ہے دُنیا کا ہر معقول پسند انسان یُوں کہتا ہے پہلے اگر کسی کے سامنے یہ کہا جاتا تھا۔ کہ ایرانیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ تو سننے والا دل میں کہہ سکتا تھا۔ کہ شاید باقی دُنیا کا عقیدہ اس کے خلاف ہو۔ وُہ مرعوب نہ ہوتا تھا۔ اور عملاً بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ یعنی ایک وقت میں ایک ہی بدی سارے عالم میں پھیلی ہوئی نہ ہوتی تھی۔ کسی ملک میں کوئی بدی ہوتی تھی۔ تو کسی ملک میں کوئی بدی اگر

ہندوستان میں دہریت کی رَو

تھی۔ تو ایران میں بدعملی کی رو تھی۔ یونان میں فلسفہ کی رو تھی۔ تو

مصر میں مشرکانہ خیالات کی رَو

تھی۔ پس ان کے اعتراضات میں یکسانی نہیں تھی۔ اور

مخالفت میں تنظیم

نہیں پائی جاتی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں تمام خیالات ایک رَو اور ایک ہی سلک کے ماتحت ہیں۔ جہاں سے کوئی تحریک اٹھتی ہے اس کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وُہ یہ کہ دُنیا کو خدا سے دور کر دیا جائے اور مادیت کی طرف اسے مائل کیا جائے چین جاپان سائیبیریا ایران۔ افغانستان جہاں جاؤ وہاں یہی مرض دکھائی دیگا ہر شخص

دُنیا کو دین پر مقدم

کر رہا ہوگا۔ اور ہر شخص کی یہ کوشش ہوگی۔ کہ دُنیا سے خدا تعالیٰ کی حکومت کو کمزور کر دیا جائے۔ یہ چیز پہلے کبھی دُنیا میں ایک وقت میں نظر نہیں آتی دوسری چیز جو منفردانہ رنگ رکھتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ پہلے فتنے حملے ہوتے تھے۔ وُہ فلسفیانہ ہوتے تھے۔ اور فلسفہ کی ساری بنیاد واہمہ پر ہے۔ مگر اس وقت جتنے حملے ہوتے ہیں۔ وُہ

سائنس کی بناء

پر ہوتے ہیں۔ اور سائنس کی بنیاد مشاہدہ پر ہے فلسفیانہ اعتراضات کے جواب میں تو انسان بڑی دلیری سے کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تمہارے ڈھکوسلے اور

دل کے خیالات

ہیں۔ لیکن مشاہدہ پر بنیاد رکھتے ہُوئے جب ایک سوال پیش کیا جائے۔ تو اس وقت اس کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا۔ کہ "ایہہ جہان مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا"۔ کہ اس دُنیا کی عیش و عشرت پُر لطف ہے۔ مرنے کے بعد جو کچھ ہونا ہے۔ وُہ کس نے دیکھا۔ کہ وہاں آرام و آسائش میسر آسکے گی۔ ایک فلسفیانہ خیال ہے۔ اور اسے سُنکر ایک انسان متاثر ہو سکتا ہے۔ مگر دُوسرا یہ بھی تو کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ

ایک کہاوت

بنائی گئی ہے حقیقت کا اس میں کوئی دخل نہیں لیکن ذراتِ عالم کی بناوٹ پر اپنے خیالات کی بنیاد رکھتے ہُوئے اور یہ ثابت کرتے ہُوئے کہ دُنیا کا ذرہ ذرہ ایک ایسی تنظیم کی صورت رکھتا ہے۔ کہ کارخانۂ عالم خود بخود چلتا چلا جاتا ہے۔ جب کہا جائے۔ کہ اس دُنیا کو چلانے کے لئے کسی بیرونی ہستی کی ضرورت نہیں۔ تو یہ سوال ایک نیا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ جو پہلے اسے حاصل نہیں تھا۔ پھر پہلے

خدا تعالےٰ کے وجود کے خلاف

صرف فلسفی کھڑا ہُوا کرتے تھے۔ مگر اب علم النفس والے بھی کھڑے ہیں۔ علم ہندسہ والے بھی کھڑے ہیں۔ علم سائنس والے بھی کھڑے ہیں علم طبقات الارض والے بھی کھڑے ہیں۔ علم ہیئت والے بھی کھڑے ہیں غرض تمام علوم

مشترکہ طور پر ایک نتیجہ

پیش کرتے ہیں۔ اور یہ حملہ پہلے سے بہت زیادہ سخت ہے۔ پہلے یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ ایک فلسفی نے خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کیا۔ نہ معلوم اس کے قول میں سچائی ہے۔ یا نہیں۔ مگر اب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ جس رنگ میں دیکھو یہی نتیجہ نکلے گا۔ کہ خدا نہیں۔ علم ہیئت سے دیکھو۔ تو بھی یہی نتیجہ نکلیگا۔ کہ خدا نہیں۔ علم حیات کے ماتحت دیکھو۔ تو بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ کہ خدا نہیں۔ علم طبقات الارض کے ماتحت دیکھو۔ تب بھی یہی نتیجہ نکلیگا کہ خدا نہیں۔ اسی طرح اگر علم النفس کے ذریعہ خدا کو معلوم کرنا چاہو۔ تب بھی یہی معلوم ہوگا۔ کہ خدا نہیں۔ اگر علم ہندسہ کے ذریعہ دیکھو۔ تب بھی یہی معلوم ہوگا۔ کہ خدا نہیں۔ اگر علم کیمیا کے ذریعہ دیکھو۔ تب بھی یہی معلوم ہوگا۔ کہ خدا نہیں ؏

140
Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض تمام علوم ایک ہی طرف لگ گئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جدھر سے نکلو۔ تمہارا دھیان مکہ کی طرف ہونا چاہیئے۔ اسی طرح آج جدھر سے کفر اٹھتا ہے۔ ایک ہی خیال اور ایک ہی آواز لے کر آتا ہے۔ کہ دنیا کو کسی خدا کی ضرورت نہیں۔ ہم آزاد ہیں۔ وہ تمام علوم جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت کی جاتی تھی۔ آج ان کے ماتحت خدا تعالیٰ کا انکار کیا جاتا۔ اور اس انکار کی بنیاد سائنس پر رکھی جاتی ہے۔ مثلاً

رویاء اور الہام

ہے جو خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت ہیں۔ پہلے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ کہ کیا خدا تعالیٰ کی زبان ہے۔ جو وہ بولتا ہے اس سوال کا آسانی سے جواب دیا جا سکتا تھا۔ یا لوگ کہہ دیتے۔ کہ خوابیں کیا ہیں۔ انسانی خیالات ہی ہیں۔ اس کا بھی آسانی سے رد کیا جا سکتا تھا۔ لیکن آج خوابوں کے متعلق انسانی علوم نے اتنی تحقیق کی ہے۔ کہ انسان گھبرا اٹھتا ہے آج

انسانی دماغ کی بناوٹ

سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ بغیر اس کے کہ خوابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ انسانی دماغ بہت سی خوابیں دیکھتا۔ اور پھر وہ خوابیں اپنے وقت پر پوری ہو جاتی ہیں۔ پس خوابوں کا پورا ہو جانا بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ دنیا کا کوئی خدا ہے کیونکہ شاہدات کے ذریعہ انہوں نے اس کو باطل ثابت کیا ہے۔ گویا وہ الہام جو

مذہب کا آخری سہارا

تھا۔ اسے بھی دلائل کے رو سے باطل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ غرض آج کفر اپنے تمام ہتھیار استعمال کر رہا ہے اور یہ حملہ اپنی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ پہلے حملوں میں آدمی کم ہوتے۔ اور وہ متفرق طور پر حملہ کرتے تھے۔ ایرانی اور رنگ میں حملہ کرتا تھا۔ اور جاپانی اور رنگ میں۔ مگر اب تمام دنیا متفقہ طور پر حملہ کرتی۔ اور ایک ہی محاذ پر جنگ لڑتی ہے۔ پھر

پہلے حملے فلسفہ تک محدود تھے

مگر اب علم ہیئت کے ماتحت بھی حملہ کیا جاتا ہے۔ علم حیات کے ماتحت بھی حملہ کیا جاتا ہے۔ علم النفس کے ماتحت بھی حملہ کیا جاتا ہے۔ غرض جتنے رائج الوقت علوم ہیں۔ ان سب کو استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ اس فتنہ کے برابر دنیا کا کوئی فتنہ نہیں۔ اس عظیم الشان فتنہ کے متعلق جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اس کا کیا علاج ہوگا۔ اور وہ کون لوگ ہونگے۔ جو کیا

بے مثال فتنہ کا مقابلہ

کریں گے۔ جو پھر خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کی توجہ کو پھرا دیں گے۔ پھر ایمان دنیا میں از سر نو قائم کر دیں گے۔ پھر مخلوق کو اس کے خالق سے ملا دیں گے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

سلمان فارسیؓ

کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ھٰؤلاء اور بعض جگہ رجال من فارس کے الفاظ آتے ہیں۔ یعنی ایمان اگر ثریا سے بھی معلق ہو جائے گا۔ تب بھی سلمان فارسی کی نسل یعنے اہل فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے۔ جو ایمان کو دنیا میں قائم کر دیں گے۔

اس بہت بڑے فتنے کا ذکر کر کے جس کے سننے کے بعد صحابہ کے ہوش اڑ گئے تھے۔ اور وہ اس قدر خوفزدہ ہوئے تھے۔ کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دجال کا ذکر کیا۔ اور اس کے

فتن کی تفصیلات

بیان کیں تو اس کے بعد آپ گھر تشریف لے گئے۔ اور کئی گھنٹے کے بعد جب آپ واپس تشریف لائے۔ تو آپ نے دیکھا۔ کہ صحابہ کے رنگ اڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ سخت

پریشانی کی حالت

میں بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم کو کیا ہوا۔ کہ اس طرح گھبرائے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کے بیان نے تو ہماری جانیں نکال دیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اتنے بڑے فتنہ کے بعد

ایمان کے بچاؤ کی صورت

کیا ہو گی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جب دجال آیا۔ اگر اس وقت میں زندہ ہوا۔ تو انا حجیجہ میں تمہاری طرف سے اس سے بحث کروں گا۔ اور اگر میں زندہ نہ ہوا۔ تو ہر مومن اپنی اپنی طرف سے لڑے۔

یہ جو فرمایا۔ کہ اگر میں زندہ ہوا۔ تو تمہاری طرف سے دجال سے بحث کروں گا۔ دراصل اس سے بھی وہی مراد ہے جو سورہ جمعہ کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم سے مراد ہے یعنی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل

آپ کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر اس وقت ایک شخص مبعوث ہو چکا ہو۔ جسے میرا وجود کہا جا سکے۔ تو وہ اس دجال کا مقابلہ کریگا۔ ورنہ سوائے اس کے اور کوئی صورت نہ ہوگی۔ کہ مسلمان اس دجال سے ٹکر مر جائیں۔

اس عظیم الشان فتنہ کے مقابلہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی کی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ اپیل کی ہے۔ کہ میں یہ امید کرتا ہوں۔ جب یہ فتنۂ عظیمہ پیدا ہوگا۔ تو اہل فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے۔ جو تمام قسم کے خطرات اور

مصائب کو برداشت کرتے ہوئے

پھر دنیا میں ایمان قائم کر دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ خالی پیشگوئی ہی نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک آرزو ہے۔ ایک خواہش ہے ایک امید ہے۔ اور یہ الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ

خدا کا رسول ابناء فارس سے کیا چاہتا ہے

اس فتنہ سے خطرات کے لحاظ سے بہت کم۔ نتائج کے لحاظ سے بہت کم۔ زمانہ اور اثرات کے لحاظ سے بہت کم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک فتنہ اٹھا۔ صحابہ نے اس وقت جو نمونہ دکھایا۔ وہ تاریخ کی کتابوں میں آج تک لکھا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنگ میں جو فتح مکہ کے بعد ہوئی۔ شامل ہوئے۔ وہ لوگ جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں پوری مضبوطی سے قائم نہیں ہوا تھا۔ وہ اور ان کے علاوہ کچھ کافر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیں بھی اس لشکر میں شامل ہونے کی اجازت دیجئے۔ جس نے

ہوازن کا مقابلہ

کرنا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں شامل ہونے سے روکا۔ مگر جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا۔ تو آپ نے شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ دس ہزار کا لشکر تو وہ تھا جس نے مکہ فتح کیا تھا۔ اور دو ہزار یہ لوگ تھے۔ گویا

بارہ ہزار کا لشکر

میدان جنگ کی طرف چل پڑا۔ جس وقت ہوازن کے قریب پہنچے۔ تو وہاں ایک درہ تھا۔ جس کے گرد طائف کی اقوام نے اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ اور اچھے

ہوشیار تیر انداز

سڑک کے دونوں طرف پڑے تھے۔ صحابہ کا دس ہزار کا لشکر وہ تھا۔ جس کا ایک ایک شخص کئی کئی کفار کا مقابلہ کر چکا تھا۔ اور اس لحاظ سے ہوازن کا مقابلہ ان کے لئے مشکل نہیں تھا۔ لیکن اب

دو ہزار کمزور ایمان والے

بھی ان میں شامل ہو گئے تھے ایسے لوگ ان میں مل گئے تھے۔ جن کے دلوں میں کبر اور غرور موجود تھا اور جو ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر کہتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ یہ مدینہ والے لڑائی کیا جانیں۔ اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے ہوئے کہتے۔ اے مکہ والو۔ آج

جرأت و بسالت دکھانے کا دن

ہے۔ اس غرور اور تکبر کی حالت میں جونہی وہ تیر اندازوں کی زد میں پہنچے۔ ہوازن کے تجربہ کار تیر اندازوں نے بے تحاشا ان پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ یہ دیکھتے ہی ان کی ساری بہادری جاتی رہی۔ اور وہ ڈر کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ دو ہزار گھوڑوں کا

صفوں کو چیرتے ہوئے گزرنا

کوئی معمولی امر نہیں تھا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باقی دس ہزار آدمیوں کے گھوڑے بھی بدک گئے۔ اور بے تحاشا بھاگنے لگ گئے۔ یہاں تک کہ صرف بارہ آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے۔ اسلامی لشکر اس وقت کسی بزدلی کی وجہ سے میدان جنگ سے نہیں بھاگا۔ بلکہ اس لئے بھاگا۔ کہ دو ہزار گھوڑوں کے بھاگنے نے ان کے گھوڑوں کو مرعوب کر دیا۔ اور وہ بھی میدان میں ٹھہر نہ سکے۔ ایک صحابی کا بیان ہے۔ ہم اپنے گھوڑوں کو روکنے کے لئے ان کی باگیں کھینچتے۔ اور اتنے زور سے کھینچتے۔ کہ ان کی گردنیں ٹیڑھی ہو جاتیں۔ مگر جونہی باگ ڈھیلی ہوتی۔ وہ پھر بھاگ پڑتے۔ ہم حیران تھے۔ کہ کیا کریں۔ اتنے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور دشمن کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اس وقت بعض صحابہ رضؓ نے آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ یہ

خطرے کا وقت

ہے۔ اب مناسب نہیں۔ کہ آپ آگے بڑھیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ نبی پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ پھر آپ نے بلند آواز سے کہا۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے کہا۔ عباس۔ بلند آواز سے کہو۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ اس وقت آپ نے

مکہ والوں کو آواز

دینے کے لئے نہ کہا۔ کیونکہ مکہ والے ہی تھے۔ جنہوں نے اس جنگ میں فتح کو شکست سے بدل دیا تھا۔ پس آپ نے انصار کو مخاطب کیا۔ اور حضرت عباسؓ سے کہا۔ کہ انصار کو آواز دو۔ کہ خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی۔ جب انہوں نے زور سے کہا۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ تو صحابہ کہتے ہیں۔ یا تو ہماری یہ حالت تھی۔ کہ ہم گھوڑے موڑتے تھے۔ اور وہ نہیں مڑتے تھے۔ یا جونہی یہ آواز بلند ہوئی۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے ہمیں یوں معلوم ہوا۔ کہ

قیامت کا دن

ہے اور صور اسرافیل پھونکا جا رہا ہے۔ ہم میں سے جو شخص اپنی سواری کو لوٹا سکا۔ اس نے واپس لوٹا کر اور جس نے دیکھا۔ کہ اس کی سواری نہیں مڑتی۔ اس نے تلوار سے اس کی

گردن کاٹ کر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ چند منٹ میں ہی میدان لشکر اسلامی سے بھر گیا۔ یہ وہ آواز تھی۔ جو خدا کے رسول نے دی۔ اور اس کی قدر انصار نے یہ کی کہ جس وقت یہ آواز ان کے کانوں میں پہنچی۔ انہوں نے کسی چیز کی پروا نہ کی۔ اگر ان میں سے کسی کی سواری مڑ سکی۔ تو سواری پر چڑھ کر ورنہ اپنے

گھوڑوں اور اونٹوں کی گردنیں اڑاتے ہوئے

وہ چند منٹ میں ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر جمع ہو گئے۔

اس آواز سے زیادہ شان کے ساتھ۔ اس آواز سے زیادہ یقین کے ساتھ اس آواز سے زیادہ اعتماد کے ساتھ۔ اس آواز سے زیادہ محبت کے ساتھ۔ اس آواز سے زیادہ امید کے ساتھ خدا کے رسول نے ۱۳ سو سال پہلے کہا تھا۔ کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال من ابناء فارس۔ وہ وقت جب میری امت پر آئے گا۔ جب اسلام مٹ جائے گا۔ جب دجال کا فتنہ روئے زمین پر غالب آ جائے گا۔ جب ایمان مفقود ہو جائے گا۔ جب رات کو انسان مومن ہوگا۔ اور صبح کافر۔ صبح مومن ہوگا۔ اور شام کو کافر۔ اس وقت میں امید کرتا ہوں کہ

اہل فارس

میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے۔ جو پھر اس آواز پر جو میری طرف سے بلند ہوئی۔ لبیک کہیں گے۔ پھر ایمان کو ثریا سے واپس لائیں گے۔ ان الفاظ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خالی رجل ہی نہیں کہا۔ بلکہ رجال کہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ

اشاعت اسلام کی ذمہ واری

رجل فارسی پر ہی ختم نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ اس کی اولاد پر بھی وہی ذمہ واری عائد ہوگی۔ اور ان سے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسی چیز کی امید رکھتے ہیں۔ جس کی امید آپ نے رجل فارسی سے کی۔ یہ وہ آواز ہے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس

ناامیدی کی تصویر

کھینچنے کے بعد جس سے صحابہ کے رنگ اڑ گئے۔ اور ان کے دل دھڑکنے لگ گئے تھے۔ ان کے دلوں کو ڈھارس دینے کے لئے بلند کی۔ اور یہ وہ امید و اعتماد ہے جس کا آپ نے ابناء فارس کے متعلق اظہار کیا۔ میں آج اس امانت اور ذمہ واری کو ادا کرتا ہوں۔ اور آج ان تمام افراد کو جو

رجل فارسی کی اولاد

میں سے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ کی تباہی کے وقت امید ظاہر کی ہے۔ کہ لنالہ رجال من فارس۔ اور یقین ظاہر کیا ہے۔ کہ اس

فارسی النسل موعود کی اولاد

دنیا کی لالچوں حرصوں اور ترقیات کو چھوڑ کر صرف ایک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے گی۔ اور وہ کام یہ ہے۔ کہ دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا جائے۔

ایمان کو ثریا سے واپس لایا جائے

اور مخلوق کو آستانۂ خدا پر گرایا جائے۔ یہ امید ہے۔ جو خدا کے رسول نے کی۔ اب میں ان پر چھوڑتا ہوں۔ کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ خواہ میری اولاد ہو۔ یا میرے بھائیوں کی وہ اپنے دلوں میں غور کر کے اپنی فطرتوں سے دریافت کریں کہ اس آواز کے بعد ان پر کیا ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ اس وقت دنیا اپنی تمام خوبصورتیوں کے ساتھ ننگی ہو رہی ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس وقت

خدا تعالےٰ کی حالت

نعوذ باللہ اس کوڑھی کی سی ہے۔ جسے گھر سے باہر پھینک دیا گیا ہو۔ آج دین کا ساتھ دینے والا کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

اسی طرح فرماتے ہیں۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

ان حالات میں ان پر کیا ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور ان کے دلوں میں کس قسم کے احساسات ہونے چاہئیں۔ یہ ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق خود سمجھ سکتا ہے میں جانتا ہوں۔ کہ جب

ایک کمزور انسان

کسی کو بلندی پر گامزن دیکھتا ہے۔ جب ایک دولت مند کی دولت اور عہدہ دار کے عہدہ پر نظر ڈالتا ہے۔ تو اس کے دل میں لالچ آتا۔ اور وہ کہہ اٹھتا ہے۔ کہ میں بھی کیوں ایسا ہی نہ بنوں۔ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تسلیم کرتا ہوں۔ کہ بے شک ایسا ہوتا ہے۔ مگر یہ ساری چیزیں اس وقت بھی تھیں۔ جب ہوازن کے سامنے صحابہ صف آرا تھے۔ ان کے سامنے بھی ان کے بیوی بچے تھے۔ ان کے سامنے بھی یہ بات تھی۔ کہ اگر وہ ہوازن کے تیراندازوں کے سامنے ہوئے تو ان کے سینے چھلنی ہو جائیں گے۔ اور وہ چند منٹوں میں ہی خاک وخون میں لوٹیں گے۔ مگر ان تمام امور کے باوجود انہوں نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر

اپنی بیویوں اور بچوں کو بھلا دیا۔ اور ایک ہی مقصد اپنے سامنے رکھا۔ کہ جس طرف خدا کا رسول بلاتا ہے۔ اسی طرف جائیں۔ آج

دجالی فتنہ

جس رنگ میں دنیا پر غالب ہے۔ اس کی تصویر کھینچنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ کوئی چیز آج اسلام کی باقی نہیں۔ نہ تمدنی احکام قائم ہیں۔ نہ سیاسی احکام قائم ہیں۔ نہ اقتصادی احکام قائم ہیں۔ اور نہ شخصی احکام قائم ہیں۔ ہر چیز میں آج تبدیلی کر دی گئی ہے۔ پس جب تک اسے مٹانے کے لئے ہمارے اندر دیوانگی نہ ہوگی۔ جب تک ہمیں اس

تہذیب مغربی سے بغض

نہ ہوگا۔ اتنا بغض کہ اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز سے بغض نہ ہو۔ اس وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ہم میں سے جو بھی شخص مغربی تہذیب کا دلدادہ ہے۔ جو بھی اس تہذیب سے متاثر ہے۔ وہ

روحانی میدان

کا اہل نہیں۔ جس تہذیب نے ہمارے مقدس آقا کی تصویر کو دنیا کے سامنے برے رنگ میں پیش کیا ہے۔ جس تہذیب نے اسلامی تمدن کی شکل کو بدل دیا۔ جب تک اس کی ایک ایک اینٹ کو ہم ریزہ ریزہ نہ کر دیں۔ کبھی چین اور اطمینان کی نیند سو نہیں سکتے۔ وہ لوگ جو یورپ کی نقالی کرتے ہیں۔ جو مغربیت کی رو میں بہتے چلے جاتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے تن بدن میں تو ان کی ہر چیز کو دیکھ کر آگ لگ جانی چاہیئے۔ کیونکہ ہم اور مغربیت ایک جگہ نہیں جمع ہو سکتے۔ یا

ہم زندہ رہیں گے یا مغربیت

زندہ رہے گی۔

یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم تو انگریزوں کے دوست ہیں پھر مغربیت کے متعلق میں ایسے خیال کیوں رکھتا ہوں۔ کیونکہ

انگریز اور مغربیت میں فرق

ہے۔ انگریز انسان ہیں۔ اور ویسے ہی انسان ہیں۔ جیسے کہ ہم۔ اور اس لحاظ سے انگریز ہدایت پا سکتے ہیں۔ لیکن مغربیت ہدایت نہیں پا سکتی۔ وہ شیطان کا ہتھیار ہے۔ اور جب تک اسے توڑا نہیں جائے گا۔ دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے اگر کوئی شخص مغربیت کی نقل کا ذرہ بھی مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو وہ

مسیح موعودؑ کا حقیقی بیٹا

نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس نے اس آواز کو نہیں سنا جسے پھیلانے کے لئے مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے۔ پس میں وضاحت سے ان کو یہ پیغام پہنچاتا۔ اور وضاحت سے ہر ایک کو ہوشیار کرتا ہوں۔ کہ میں ہر ایسے خیال اور ہر ایسے شخص سے بیزار ہوں جس کے دل میں مغربیت کی نقل کا ذرہ بھی مادہ پایا جاتا ہے اور جو دین کی خدمت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ خواہ وہ میرا بیٹا ہو۔ یا میرے کسی عزیز کا۔ میں نے ہمیشہ یہ دعا کی ہے اور متواتر کی ہے۔ کہ اگر میرے لئے وہ اولاد مقدر نہیں۔ جو دین کی خدمت کرنے والی ہو۔ تو مجھے

اولاد کی ضرورت نہیں

اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اسی دعا کی آخر دم تک توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے سامنے ایک عظیم الشان کام ہے اتنا عظیم الشان کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ ہمارے سامنے ایک فتنہ ہے اتنا بڑا فتنہ کہ اس کے برابر دنیا میں اور کوئی فتنہ نہیں۔ اگر ہم اس کام کی سرانجام دہی کے لئے کھڑے نہیں ہو جاتے۔ اور اس فتنہ کے مقابلہ کی ضرورت اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ ہم دنیا میں ذرہ سی عزت کے بھی مستحق ہو سکتے ہیں۔ اس وقت

اسلام کے مقابل پر

بیسیوں جھنڈے بلند ہیں۔ جب تک وہ تمام جھنڈے سرنگوں نہیں ہو جاتے۔ جب تک تثلیث کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہو جاتا جب تک بت پرستی کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہو جاتا۔ جب تک اسلام کے سوا باقی تمام جھنڈے سرنگوں نہیں ہو جاتے۔ جب تک سب دنیا میں تکبیر کے نعرے بلند نہیں ہو جاتے۔ ہم کبھی اپنے

فرائض کو پورا کرنے والے

سمجھے نہیں جا سکتے۔ یہ وہ چیز ہے۔ جسکو میں آج پیش کرتا ہوں اور اگرچہ میں پہلے بھی اسے پیش کرتا رہا ہوں۔ لیکن کچھ دنوں سے ایک طاقت مجھے مجبور کر رہی ہے۔ کہ میں واضح طور پر پھر یہ بات پیش کر دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے الہاماً فرمایا ہے۔ سلامٌ علیٰ ابراھیم۔ صافیناہ ونجیناہ من الغم تفردنا بذالک۔ فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۵۶)

ابراہیم یعنے مسیح موعودؑ

پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔ صافیناہ ہم نے اسے اپنے لئے خالص کر لیا۔ ونجیناہ من الغم اور ہم نے اسے غم سے آپ نجات دی۔ تفردنا بذالک یہ سارا کام ہم نے خود کیا۔ فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی۔ پس اے اس ابراہیم سے تعلق رکھنے والو۔ اسی چیز کو اپنا مقام بناؤ جس کو ابراہیم نے بنایا تھا۔ وہ مقام کیا ہے۔ اس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھولا ہے۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃً من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم) حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک ایسی وادی میں لا بسایا ہے۔ جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی۔ اے میرے رب اس لئے کہ تا وہ اس وادی میں رہتے ہوئے دنیا کے تمام جھگڑوں اور دنیا کمانے کے جھمیلوں سے آزاد ہیں۔ اے خدا تو ان کے دلوں کو ایسا بنا۔ کہ یہ تیری عبادت کرنے والے اور تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے والے ہوں۔ مگر اے خدا یہ بھیک کا ٹھیکرا لے کر دوسروں کے پاس نہ جائیں۔ بلکہ تیری طرف سے

عزت والا رزق

انہیں ملے۔ تا ان کے دلوں میں شکر کا جذبہ پیدا ہو۔ اور یہ کہیں کہ ہم تو دنیا کی طرف نہیں گئے تھے۔ مگر خدا تعالےٰ دنیا کو ہماری طرف کھینچ لایا۔ یہ وہ ابراہیمی مقام ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھا۔ یہاں گو ظاہری طور پر وادی غیر ذی زرع نہیں لیکن روحانی طور پر اب بھی موجود ہے۔ زرع والی وادی کونسی ہوتی ہے وہی جہاں لوگ ملازمتیں کرتے۔ اور دنیا کمانے کی جدوجہد کرتے ہیں مگر جب انسان ان کاموں کو چھوڑ دیتا ہے جن سے دنیا کمائی جاتی ہے تو وہ

وادی غیر ذی زرع

میں چلا جاتا ہے۔ پس ابراہیمی مقام جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کیا گیا۔ اور آپ کی اولاد سے جس مقام پر کھڑے رہنے کی امید کی گئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہ

دنیا کمانے کے خیالات

سے علیحدہ ہو کر صرف دین کے پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ تب خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو گا۔ کہ وہ خود لوگوں کو ان کی طرف کھینچ لائے گا۔ اور آپ ان کے لئے رزق کے سامان مہیا فرمائے گا۔ میرے اس بیان سے

وہ لوگ مستثنیٰ

ہیں۔ کہ جو جسد کی ضرورتوں کے لئے نوکری کریں۔ لیکن انکو اپنے اخلاص سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ وہ دنیا کو نفس کی خاطر نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی خاطر قبول کر رہے ہیں۔ یعنی انہیں ہر وقت پا بر کاب رہنا چاہیئے۔ کہ جب ان کی ضرورت دین کو ہو سب کچھ چھوڑ کر دین کی خدمت کے لئے آ جائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نادان کہتے ہیں۔ کہ

انگریز کی نوکری

کرنے سے روٹی ملتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

خدا کی نوکری

کرنے سے انسان کو روٹی ملتی ہے۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ دین کی نوکری کرنے سے انسان کو ذلیل روٹی ملتی ہے۔ تو کیا ہم نے خدا تعالیٰ کے رسول کے ہاتھ پر یہ عہد نہیں کیا۔ کہ اگر دین کے لئے ہمیں ذلت بھی برداشت کرنی پڑے گی تو ہم برداشت کریں گے۔ گو میرے نزدیک

دینی خدمت

کے ذریعہ روٹی کھانا ذلت نہیں۔ ذلت دنیا کی نوکری میں ہے نہ کہ خدا کی نوکری میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کاہلواں (قادیان کے قریب ایک گاؤں) کے ایک سکھ نے مجھے سنایا کہ ایک دفعہ بڑے مرزا صاحب نے ہمیں بلا کر کہا۔ غلام احمد کو جا کر سمجھاؤ کہ کوئی نوکری کر لے۔ ورنہ میرے مرنے کے بعد اسے اپنے بڑے بھائی کے ٹکڑوں پر بسر کرنی ہوگی۔ وہ کہتا میں ان کے پاس گیا اور کہا۔ آپ کے والد صاحب ناراض ہوتے ہیں۔ آپ نوکری کیوں نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سنتے ہی ہنس پڑے اور فرمانے لگے۔ والد صاحب کو یونہی فکر ہے۔ میں نے تو جس کا نوکر ہونا تھا ہو گیا۔ وہ سکھ یہ سن کر واپس چلا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب سے کہنے لگا۔ وہ کہتے ہیں جس کا نوکر میں نے ہونا تھا ہو چکا ہوں یہ سن کر باوجود

دنیاداری کے خیالات

کے انہوں نے ایک آہ بھری اور کہنے لگے۔ کہ اگر وہ کہتا ہے کہ میں نوکر ہو گیا ہوں تو ٹھیک کہتا ہے۔ وہ جھوٹ بولنے والا نہیں۔

غرض ابراہیمی نسل ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرے کہ گویا وہ وادیٔ غیر ذی ذرع میں رہتی ہے اور اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دے لیکن ہر کام تیاری سے آتا ہے۔ اگر ہم کام وہ کرنا چاہیں جو رحمانی ہو لیکن طرز ہماری وہ ہو جو شیطانی ہو تو ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ دنیا اس وقت

امارت اور حکومت

کے خیالات میں مبتلا ہے۔ دنیا اس وقت تکلفات میں مبتلا ہے

دنیا اس وقت مغربی تہذیب کی دلدادہ ہو رہی ہے۔ اگر ہم عملاً اس تہذیب اور اس امارت اور حکومت کی طرف جائیں۔ تو ہمارے ارادوں میں برکت کس طرح ہو سکتی ہے شیطان کا گلا گھونٹنے کے لئے شیطانی ہاتھ کام نہیں آیا کرتا۔ بلکہ شیطان کا گلا رحمانی ہاتھوں سے گھونٹا جاتا ہے پس جب تک ان امنگوں سے انسان عاری نہ ہو جائے جو اپنے اندر دنیادارانہ رنگ رکھتی ہیں۔ اس وقت انسان

دین کے کام کا اہل

نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسلام اسی وجہ سے دنیا میں کامیاب ہوا کہ اس نے محبت و پیار کو قائم کیا۔ اور امارت و عزت سے امتیازات کو مٹا دیا۔ آئندہ بھی اسلام اگر کامیاب ہوگا تو اسی وجہ سے۔ پس وہ شخص جو

نوابی کے خیالات

اپنے اندر رکھتا ہے جو خادمیت کے لئے اپنے نفس کو تیار نہیں پاتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا وہ کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے ہاں خادمیت کے بعد اگر خدا تعالیٰ کسی مقام پر انسان کو خود بٹھاتا ہے۔ تو یہ دوسری بات ہے

سید عبدالقادر صاحب جیلانی

فرماتے ہیں۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ مجھے کہتا ہے اے عبدالقادر جیلانی تجھے میری ذات کی قسم۔ تو اچھے سے اچھا کپڑا پہن اور میں پہن لیتا ہوں بعض دفعہ کہتا ہے اے عبدالقادر جیلانی تجھے میری ذات کی قسم۔ تو اچھے سے اچھا کھانا کھا اور میں کھا لیتا ہوں۔ یہی مقام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملا۔ آپ کو بھی خدا تعالیٰ نے عبدالقادر کہا اور ایک رؤیا میں میرا نام بھی عبدالقادر رکھا گیا۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کہے کہ اچھا کھانا کھاؤ۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اچھا کھائیں۔ اور وہ اگر کہے کہ اچھا کپڑا پہنو۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اچھا کپڑا پہنیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہے کہ معمولی کپڑا پہنو۔ تو یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حکم کی بھی اطاعت کریں۔ پس ہماری

کامل فرمانبرداری

خدا کے لئے ہو۔ اگر وہ کہے کہ آسمان پر بیٹھو۔ تو ہم آسمان پر بیٹھ جائیں۔ اگر وہ کہے کہ تحت الثریٰ میں چلے جاؤ۔ تو ہم تحت الثریٰ میں چلے جائیں۔ وہی ابراہیم والا مقام حاصل ہو کہ خدا نے انہیں کہا۔ اسلم۔ انہوں نے کہا اسلمت لرب العالمین ہمیں اس سے کوئی غرض نہ ہو کہ ہم دکھ میں پڑتے ہیں یا سکھ میں ہمیں عزت حاصل ہوتی ہے یا ذلت۔ بلکہ ہم دیکھیں کہ ہمارا خدا ہم سے کیا چاہتا ہے پھر جس رنگ میں وہ ہمیں رکھنا چاہے اسی میں ہم خوش رہیں

جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری وقت کا یہ الہام ہے۔ جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ یہ آپ کے خاندان کے متعلق ہی ہے کہ ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

یعنی اے خدا اب میں دنیا سے جاتی دفعہ اپنا اہل و عیال تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو جس حالت میں چاہے انہیں رکھیو۔ چاہے تو اونچے مقام پر رکھ چاہے تو نیچے مقام پر۔ یہ چیز ہے جسے ہر وقت اپنے سامنے رکھنا ہمارا کام ہے اور جب تک ہماری اولادیں اس مقصد کو اپنے سامنے نہیں رکھتیں وہ ان انعامات کو حاصل نہیں کر سکتیں۔ جو حضرت مسیح موعود کی اولاد کے لئے مقدر ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ

ظاہری اولاد

کو بھی ایک فخر حاصل ہوتا ہے لیکن وہ فخر اسی وقت تک ہوتا ہے۔ جب تک وہ دین کے راستہ پر گامزن رہتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دفعہ صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ عرب قبائل میں سے بڑے کون ہیں۔ آپ نے فرمایا جو بحالت کفر بڑے تھے۔ وہی اب بھی بڑے ہیں بشرطیکہ ان میں نیکی پائی جاتی ہو۔ اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہو۔ بے شک خاندانی بڑائی بھی ہوتی ہے۔ مگر وہ مشروط ہوتی ہے نیکی اور تقویٰ کے ساتھ۔ اگر وہ اس امر کی پرواہ نہیں کرتے اور اگر وہ دنیا کے کیڑوں اور کتوں کی طرح دنیا پر گرے جاتے ہیں۔ تو وہ دوسروں سے

زیادہ سزا کے مستحق

ہوتے ہیں اس میں شبہ نہیں یہ خدا کا کام ہے۔ اور اگر ہم اس کام کو نہیں کریں گے۔ تو اور لوگ کھڑے کر دئے جائیں گے لیکن وہ

بدترین دن

ہوگا۔ جب خدا کہیگا کہ رجال فارس نے اشاعت دین سے اپنا مونہہ موڑ لیا۔ آؤ اب ہم دوسروں کو یہ کام کرنے کا موقع دیں۔ یہ خدا کی دین ہے اور اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں کام کرنے کا موقع دیا۔ ورنہ وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ قربانی کر رہا ہے تو چاہے وہ کام کرتے کرتے مٹی میں مل جائے۔ اور مونہہ سے مومن ہونے کا دعویٰ کرے۔ وہ منافق ہے۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کی

عطا کو قربانی کا نام

دیا۔ قربانی کرنے والا ہمیشہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں۔ ید العلیا خیر من ید السفلیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس ہمیں دین کی خدمت کرتے ہوئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہم قربانی کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ وہ ہم سے کام لے رہا ہے۔ اگر تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ اگر تم دین کے لئے فقیر ہونا برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر تم دین کے لئے بھیک مانگنا پسند نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم دینی خدمت کو

ہفت اقلیم کی بادشاہت

سے زیادہ اعزاز والا کام نہیں سمجھتے۔ تو تمہارے اندر ایک جَو کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں سمجھا جا سکتا۔ لوگ کہتے ہیں۔ سوال کرنا بُری چیز ہے۔ اور میں بھی سمجھتا ہوں۔ کہ سوال بُری چیز ہے۔ لیکن اگر خدا اور اس کے دین کے لئے ہمیں سوال کرنا پڑے۔ تو یہ کام بھی ہمارے لئے عزت کا کام ہے*

پس یہ مت خیال کرو۔ کہ تم دین کی خدمت کرکے کوئی قربانی کر رہے ہو۔ یہ

خدا کا احسان

ہے۔ جو تم سے کام لے رہا ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ میں نے بعضوں کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے نفس میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قربانی کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ آؤ اب فلاں قربانی بھی کریں حالانکہ اگر کسی شخص کے سامنے پلاؤ زردہ کباب اور مرغ وغیرہ پکا ہوا پڑا ہو۔ اور دال بھی ہو۔ تو کیا وہ کہا کرتا ہے۔ کہ آج قربانی کرکے ہم مرغ کھا لیتے ہیں۔ یا مہربانی کرکے کباب کھا لیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا کہتا ہے۔ تو دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یا تو وہ فریب خوردہ ہوگا۔ یا پاگل ہوگا۔ کیونکہ یا تو پاگل یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ دال چھوڑ کر پلاؤ وغیرہ کھانا قربانی ہے۔ یا فریب خوردہ شخص جو اصلیت سے ناواقف ہو۔ اس طرح کہہ سکتا ہے۔ اگر دین کوئی قیمتی شے ہے۔ اگر دنیا کا ایک

زندہ خدا

ہے۔ تو جب خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک منادی پکارتا ہے۔ کہ آؤ اور خدا کے دین پر جمع ہو جاؤ۔ تو اس آواز پر لبیک کہنے والا قربانی نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے احسان اور اس کے لطف و کرم سے حصہ پاتا ہے۔ اور اگر وہ ایک منٹ کے لئے بھی سمجھتا ہے۔ کہ قربانی کر رہا ہے۔ تو

وہ منافق ہے

پس اگر تم میں سے کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ دین کی خدمت کرکے قربانی کر رہا ہے۔ تو اس کا کوئی ایمان نہیں۔ اس کو اس راستہ سے ہٹ جانا چاہیئے۔ لیکن اگر دنیا جسکو ذلت سمجھتی ہے۔ تم اسے عزت سمجھو۔ جسکو دنیا بے کاری خیال کرتی ہے۔ تم اسے کام سمجھو۔ اور جسے وہ قربانی سمجھتی ہے۔ اسے تم انعام قرار دو۔ تب تم

حقیقی معنوں میں مومن

کہلا سکتے ہو۔ کیا وہ جرنیل جس کے ہاتھوں پر جرمن فتح ہوا یہ سمجھتا تھا۔ کہ جرنیل بنکر اس نے قربانی کی۔ اگر دنیاوی جرنیل اپنے عہدوں پر قائم ہوکر کام کرنا قربانی نہیں سمجھتے۔ تو وہ لوگ جن کے سپرد قلوب کی فتح ہو۔ وہ کیونکر اپنے کاموں کو قربانی قرار دے سکتے ہیں۔ کیا انگریزوں میں سے ہیگ اور جرمنوں میں سے ہنڈن برگ کی جگہ اگر کوئی شخص کام کرنا چاہتا۔ تو وہ اسے قربانی سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس اعزاز کے حاصل کرنے کے لئے اگر ممکن ہوتا۔ تو ہر شخص اپنی آدھی عمر نذر کے طور پر پیش کر دیتا۔ اسی طرح ممکن ہوتا۔ تو وہ اپنی بیوی اور بچوں کی جان پیش کرکے بھی اس درجہ کو حاصل کرتا۔ اور پھر اسے اپنی قربانی قرار نہ دیتا۔ اگر

دنیوی جرنیلوں کے مقام

پر کھڑا ہونا انعام سمجھا جاتا ہے۔ تو کیا خدا تعالیٰ کے جرنیلوں کے مقام پر کھڑا ہونا قربانی کہلا سکتا ہے۔ پس وہ شخص جو دین کی خدمت کرکے اسے قربانی قرار دیتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا مونہہ چڑاتا اور اس کی ہتک کرتا ہے۔ گویا نعوذ باللہ من ذالک خدا تعالیٰ کا انعام تو معمولی چیز ہے۔ مگر اس شخص کی جان کی بہت بڑی قیمت ہے۔ کہ وہ اپنی کوششوں کو وقیع قرار دیتا۔ اور خدا تعالیٰ کے انعام کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بھی زیادہ انعام دیتا ہے۔ مگر وہ اس انعام کو نہیں دیکھتا۔ اور اپنی معمولی کوششوں کو قربانی اور ایثار سمجھنے لگ جاتا ہے۔ پس یہی نہیں۔ کہ تم سے امید کی جاتی ہے۔ کہ تم

مغربیت سے علیحدہ

رہو گے۔ تم سے امید کی جاتی ہے۔ کہ تم دین اسلام کا جھنڈا ہمیشہ بلند رکھو گے۔ تم سے امید کی جاتی ہے۔ کہ تم نوع انسان کے خیر خواہ رہو گے۔ تم سے امید کی جاتی ہے۔ کہ تم فخر اور خیلاء کے خیالات کو اپنے اندر پیدا نہیں ہونے دو گے۔ بلکہ ان تمام کاموں کے باوجود تم سے امید کی جاتی ہے کہ تم اپنی خدمات کو ایک ذلیل اور کھوٹا پیسہ تصور کرو گے۔ اور کہو گے۔ کہ خدا تعالےٰ کو تم نے ایک کھوٹا پیسہ دیا۔ مگر اس نے تمہیں دولت بے حساب دی۔ یہ ہے

وہ آواز

جو تمہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ یہ وہ آواز جو مسیح موعودؑ نے دی۔ یہ ہے وہ آواز جو خود خدا تعالیٰ نے دی۔ اگر خدا اور اس کے رسول اور اس کے مسیح موعودؑ کی پکار کے بعد بھی کسی کے دل سے لبیک کی آواز بلند نہیں ہوتی۔ تو وہ ایک

مردہ دل

ہے خواہ وہ کتنے ہی اچھے لباس میں موجود ہو۔

کیا لطیف نمونہ ہے جو

حضرت بدھ

نے دکھایا۔ بدھ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے جب خدا تعالیٰ کی تڑپ ان کے دل میں پیدا ہوئی۔ تو وہ اپنے گھر سے نکل گئے اور مدتوں جنگل و بیابان میں عبادتیں کرتے رہے۔ آخر خدا تعالیٰ نے ان پر اپنا الہام نازل کیا۔ اور انہیں نبوت کے مقام پر فائز کرکے دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کیا۔ اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے آپ نے اپنے متبعین کو حکم دیا۔ کہ دنیا نہ کماؤ۔ بلکہ دن بھر دین کا کام کرو۔ اور جب بھوک لگے۔ تو بھیک مانگ کر کھا لو جب ان کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔ تو انکے باپ نے بھی جو

بہار کے علاقہ میں راجہ

تھا۔ انہیں بلا بھیجا۔ اور آخر وہ بھی ان کی مریدی میں داخل ہو گیا جب بدھ وہاں سے واپس آنے لگے۔ تو ان کے باپ کو خیال آیا۔ کہ گدی کے متعلق کوئی فیصلہ ہونا چاہیئے۔ اس زمانہ میں قانون تھا کہ یا باپ خود گدی پر بیٹھتا۔ یا اپنے بیٹے یا پوتے کو گدی بخش دیتا۔ اس صورت کے علاوہ گدی نشین ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔ بدھ کے باپ نے جب دیکھا۔ کہ یہ تو گدی پر بیٹھیں گے نہیں۔ اس نے اپنے پوتے کو بلایا۔ اور اسے

فقیرانہ لباس

پہنا کر اور کشکول ہاتھ میں دیکر کہا۔ اپنے باپ کے پاس جا۔ اور کہہ کہ میں بھی اپنا حق مانگنے آیا ہوں۔ گویا مطلب یہ تھا۔ کہ بادشاہت کے لئے آپ اپنا حق میری طرف منتقل کر دیں۔ بدھ کا طریق تھا کہ جب کسی کو اپنے سلسلہ میں شامل کرتے۔ تو اس کا سر منڈوا دیتے جب بیٹا ان کے پاس آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کیا تو مجھ سے بھیک مانگنے آیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اچھا۔ تو جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ میں دیدیتا ہوں۔ یہ کہکر اپنے ایک شاگرد کو بلایا۔ اور کہا۔ کہ اسکا سر مونڈ دو۔ اور اسے

بھکشو بنا دو

جس کے معنی یہ تھے۔ کہ اس کے بعد بادشاہت ان کے خاندان سے نکل گئی۔ باپ نے جب یہ سنا۔ تو وہ رو پڑا۔ اور ان سے بلا کر عہد لیا کہ آئندہ کسی نوعمر کو بھکشو نہ بنائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے دین کے متعلق جو کام ہمارے ذمہ ہے۔ وہ اتنا عظیم الشان ہے۔ اور اس کی ذمہ واری اتنی وسیع ہے۔ کہ میں افسوس کرتا ہوں۔ ہمارے دل ابھی اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکے میں دیکھتا ہوں جو لوگ دین کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا انہوں نے قربانی کی۔ حالانکہ قربانی ہمیشہ اعلیٰ چیز کی کہلاتی ہے۔ اگر دین کے لئے کام کرنا قربانی ہے۔ تو گویا دین ادنےٰ ہے۔ مگر ان کا درجہ اس سے بلند ہے۔ یہ احساس اگر ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارے اندر رہتا ہے۔ کہ ہم دینی کام کرکے قربانی کرتے ہیں۔ تو یقیناً ہم ایمان سے بے بہرہ اور نابینا ہیں*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس پہلے تو میں ان سے جنہیں خدا کے رسول نے آواز دی اور کہا کہ لتعالہ رجال من فارس- کہتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھیں- ان کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے- دنیا کی عزتیں اور دنیا کی بڑائیاں کوئی چیز نہیں- خدا کے در کی غلامی سب سے زیادہ عزت والی چیز ہے- اگر تم دنیا کماؤ بھی اور سبھی کچھ بن جاؤ- تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام سے تمہاری عزت بڑھ سکتی ہے- پھر ان نشانات کو دیکھو- جنہوں نے دور دور کے اندھوں کو روشنی بخش دی جس سے یورپ اور امریکہ کے نابینا بینا ہو گئے- اگر پاس والے اللہ تعالیٰ کے اس نور سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کس قدر افسوس ناک بات ہوگی پس پہلے تو میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد

کو مخاطب کرتا ہوں- لیکن چونکہ ہر شخص جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرتا اور آپ کے اوامر پر کاربند ہوتا ہے- آپ کی روحانی اولاد بھی داخل ہے اس لئے روحانی طور پر تمام جماعت احمدیہ رجال فارس میں داخل ہے پس

روحانی اولاد

ہونے کی نسبت سے میں باقی جماعت سے بھی کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو- کب تک یہ غفلت شعاریاں چلی جائیں گی- کب تک تمہارے چہروں پر مردنیاں چھائی رہیں گی کب تک خدا تعالیٰ کے دین کو تحقیر اور تذلیل کی نگاہ سے دیکھا جائیگا- اور تم خاموش رہو گے- کب تک تم اپنی حقیر خدمات کو قربانیاں قرار دو گے- کب وہ دن آئے گا کہ تم دین کے لئے بے تاب ہو جاؤ گے- اور کب وہ دن آئیگا کہ تم کمر ہمت باندھ کر اس کام کے لئے

میدان عمل میں

نکل کھڑے ہو گے- جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں مبعوث ہوئے- پس میں انہیں بھی کہتا ہوں- کہ خدا کی ایک بلند آواز ہوئی ہے- اٹھو اور اس آواز کو سن کر وہی کہو جو تم سے پہلے راستبازوں نے

آج سے تیرہ سو سال پہلے

کہا کہ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار- ربنا وآتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد (آل عمران) - اس تعلیم کو اپنے دل میں پیدا کرو- یہاں تک کہ تمہارا ذرہ ذرہ اس تعلیم پر لبیک کہہ اٹھے- پھر اپنی اولادوں کے کانوں میں یہ تعلیم ڈالو- اور وہ اپنی اولادوں کے کانوں میں ڈالیں یہاں تک کہ ہمارے کانوں میں سوائے

خدا کی آواز

کے اور کوئی آواز نہ گونجے- ہماری آنکھوں میں سوائے اس نور کے اور کوئی نور نہ چمکے- جب تک یہ حالت پیدا نہیں ہوتی- ہم

مٹی کے بت

ہیں- جو بڑے بڑے کام کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں- سر سے پاؤں تک مردار ہیں جو دنیا کو زندہ کرنے کے مدعی بنتے ہیں- میں اس کے بعد ان

نکاحوں کا اعلان

کرتا ہوں جن کے لئے اس وقت اجتماع کیا گیا ہے- گو بظاہر اس خطبہ کا نکاح کے ساتھ کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن حقیقی طور پر اس کا نکاح کے ساتھ گہرا تعلق ہے- کیونکہ حقیقی زوجیت خدا تعالیٰ کے تعلق میں ہی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ شادیوں کے ذکر میں نمازوں کا خصوصیت سے ذکر کرتا ہے- اگر ہم دنیا میں

زوجیت کا تعلق

قبول کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں- تو کوئی وجہ نہیں خدا اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار رہنا ہمیں گوارا نہ ہو- اور حقیقی خوشی تو اس وقت تک ہمیں حاصل نہیں ہو سکتی- جب تک اسلام دنیا میں قائم نہیں ہو جاتا- اس وقت تک

دنیا کی خوشیاں

بھی ہمیں غم میں مبتلا کر دیں گی- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق لکھا ہے- وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک دفعہ میدہ کی روٹی کھا رہی تھیں- کہ ان کے آنسو بہنے لگ گئے- کسی نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں- انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چکیاں نہیں ہوتی تھیں- ہم سل بٹہ پر دانے کوٹ لیتے- اور پھوسی پھونک کے اڑا کر آٹا گوندھ کر روٹی پکا لیتے- اب میدہ کی روٹی میرے گلے میں پھنس رہی ہے اور مجھے خیال آتا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میدہ ہوتا تو میں آپ کو اسکی روٹی پکا کر کھلاتی

میدہ کی روٹی

کتنی حقیر چیز ہے- مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں وہ بھی پھنس گئی اس لئے کہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت یاد آگیا- پھر کیا دنیا کی تمام نعمتیں ہمارے گلے میں نہیں پھنسنی چاہئیں

دنیا کی نعمتیں اور حکومتیں

کس کے لئے ہیں- یہ سب خدا اور اس کے رسول کے لئے اور اس کے شاگرد کامل مسیح موعود کے لئے ہیں پھر کیوں نہ ہم ان سب نعمتوں کو لا کر خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں ڈال دیں

حضرت عائشہ رض

دنیا کو نصف ایمان سکھانے والی تھیں- عائشہ رض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیوی تھیں- ان کا نمونہ ہمارے لئے پاک نمونہ ہے کیا محبت تھی ان کے دل میں کہ ایک میدہ کی روٹی بھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہو کر نہ کھا سکیں اور اس کے کھاتے ہوئے بھی انکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے- پھر کیا دنیا کی بڑی سے بڑی نعمتیں دیکھکر ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں بھرنے چاہئیں- جب تک اس دنیا میں ہماری وہ حالت نہ ہو جو حضرت عائشہ رض کی تھی- اس وقت تک

حقیقی معرفت

کے حصول سے ہم دور ہیں- اگر خدا ہمیں اچھا پہناتا ہے تو ہم بے شک پہنیں اچھا کھلاتا ہے تو ہم بے شک کھائیں- مگر ہمارے دل میں یہ درد ہونا چاہئیے کہ دنیا پر دجال قابض ہے- کاش ہمیں طاقت ہو تو ہم دنیا کی ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے شاگردوں کیلئے مخصوص کر دیں- بے شک خدا ہمارا آقا ہے اور وہ ہمیں اچھی چیز کھلاتا یا پہناتا ہے تو ہمیں کھانی یا پہنی چاہئیے مگر باوجود اس کے ان چیزوں کو ہمارے گلوں میں پھنسنا چاہئیے- اور ہمارے

دل میں تڑپ

ہونی چاہئیے- کہ جب تک ان کپڑوں کے بننے والے اور ان کھانوں کو تیار کرنیوالے مسلمان نہیں ہو جاتے- جب تک ہر تاگا جو دوسرے تاگے میں پرویا جاتا ہے ایک مسلمان کے ہاتھ سے پرویا نہ جائے اور اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ پڑھا جائے- ہم چین اطمینان اور

راحت کے بستر پر

نہیں سو سکتے- ان کھانوں کے کھاتے وقت اور ان کپڑوں کے پہنتے وقت ہمارے دل میں ایک آگ لگنی چاہئیے- ایک سوزش ہونی چاہئیے کہ ہر نعمت خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی- اس کی کنجی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو- یہ چیز ہے جسے ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہئیے- اگر ہم اسے پیدا کر لیں تو ہماری عقل اور ہمارے فہم و فراست میں ایک برکت رکھدی جائیگی- ورنہ یہ ایک طبعی بات ہے کہ خوشی کے موقعہ پر زیادہ رنج پیدا ہوتا ہے جب مومن کو کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اسے خیال آتا ہے کہ کیا اس خوشی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود شریک ہیں یا نہیں- اگر وہ شریک ہوں تو ہمارے لئے خوشی ہے اور اگر وہ اس میں شریک نہ ہوں- تو خوشی رنج کو بڑھانے والی اور ہمارے دلوں کو مغموم کرنیوالی ہوگی- ایک خاوند جسکی بیوی مرجاتی ہے یا ایک عورت جس کا خاوند مرجاتا ہے جب وہ اپنے بچوں کی شادیاں کرتے ہیں- تو خوش ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی ان کے آنسو بھی بہہ رہے ہوتے ہیں- اور کہتے ہیں کاش ان بچوں کی والدہ یا والد زندہ ہوتا یہی حال مومن کا ہے اسے کوئی خوشی پہنچے ساتھ ہی

اسے رنج بھی ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود ان خوشیوں میں شامل ہیں- یا نہیں- اگر نہ ہوں- تو وہ رسمی خوشی مناتا ہے حقیقی خوشی اسے حاصل نہیں- یہ تو بہت ہی بے جوڑ خطبہ نہیں- بلکہ اس کا نکاح کے ساتھ بہترین تعلق ہے- اس خطبہ کے بعد اول اس ذمہ واری کو حقیقت واضح کرنے کے بعد کہ ساری ذمہ واریاں اسی میں آ جاتی ہیں میں ان نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں جن کے لئے میں اس وقت کھڑا ہوا ہوں بعد اس کے بعد حضور نے نکاحوں کا اعلان فرمایا- اور مجمع سمیت لمبی دعا کی-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

143

گرمیوں کا موسم ہے!

ان دنوں ہیضہ اور بدہضمی کی شکایات بہت ہو جاتی ہیں۔ پیاس بہت لگتی ہے۔ پانی بہت پیا جاتا ہے۔ پیٹ پھول جاتا ہے۔ دست و بدہضمی اور پیٹ کے بیشمار امراض اس ساری طاقت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ جو کہ سردیوں میں حاصل کی ہوئی ہوتی ہے۔ اس واسطے آجکل کے دنوں میں

"امرت دھارا" کی شیشی ہر وقت پاس رکھو

امرت دھارا کی دو چار بوندیں وہ کام دیں گی کہ آپ حیران ہو جاینگے۔ یہ وقت بے وقت کی تکلیف گھبراہٹ اور فکر سے بچاتی ہے۔

جس گھر میں موجود ہو تو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ایک بڑا ڈاکٹر گھر میں موجود ہے۔

چاہے کوئی بیماری ہو استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں عجیب چیز ہے۔ ہزارہا استعمال کرنیوالوں میں سے چھتیس ہزار سے زائد کی رائے ہے۔ کہ

کہ "امرت دھارا" ہر وقت ہر ایک کو ہمیشہ پاس رکھنی چاہیئے۔ نہ جانے کسی نہ کسی وقت ضرورت پڑ جائے

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) نصف ایک روپیہ چار آنے (۱/۴) نمونہ آٹھ آنے (۸/)

مفصل حالات کیواسطے رسالہ امرت منگواویں۔ کارخانہ کی دیگر چار سو ادویات کی فہرست اردلی کتب مصنفہ پنڈت صاحب کی فہرست اور رسالہ امراض مخصوصہ مردمان بھی جس کو ضرورت ہو مانگنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں:-

احتیاط:- نقلوں سے بچو۔ کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دھوکہ دے کر دکھ و تشویش کو بڑھادینگی صحت کے معاملے میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو!

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ:- "امرت دھارا" ۹۳ لاہور

المشتہر:- مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

دوا لیجئے - دعا دیجئے

صحت دولت ہے

ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ اس میں قوت شفا بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے زیادہ ہے۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ۔ روپیوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں بار تجربہ شدہ زود اثر۔ بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ انجکشن کے برے اثرات اور اپریشن کی تکلیف سے نجات دینے والی دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں کوئی مرض ہو۔ پوری کیفیت لکھیے۔ شافی خدا ہے۔ امراض مستورات اور امراض مخصوصہ مردمان کے لئے بہترین ادویات موجود ہیں۔ دیرینہ و پیچیدہ و گندہ امراض میں ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات بہت جلد کام کرتی ہیں۔ بواسیر خونی ۲/ دمہ ۲/ کنٹھ مالا ۲/ گٹھیا ۱/ ناسور ۲/ پرسوت ۲/ بادگولہ ۲/ یرقان ۱/ تلی ۲/ سیلان الرحم ۲/ ذیابیطس ۵/ سفید داغ ۵/ مرض سوکھا ۲/ ذہنی ۱/ جریان ۲/ منجن دندان فی اونس ۱/ مقویات فی اونس ۲/ محصولڈاک علاوہ

ایم - ایچ - احمدی - ہومیوپیتھ چتوڑ گڑھ میواڑ

محلہ دارالامان جنوبی حصہ میں

ایک مکان فروخت ہونا ہے

محلہ دارالامان جنوبی حصہ واقعہ اندرون قصبہ قادیان میں ایک مکان خام قریباً ۵ مرلہ جس کا حدود اربعہ درج ذیل ہے۔ شمالاً مکان مرزا گل محمد صاحب جنوباً مکان شیر سنگھ۔ شرقاً مکان جھنڈا وغیرہ۔ غرباً شارع عام وغیرہ قابل فروخت ہے۔ یہ مکان محمد امین خان صاحب مرحوم کا ہے۔ چونکہ ان کی بیوہ نے درخواست دی ہے۔ کہ یہ مکان فروخت کر کے خان صاحب مرحوم کے قرضے ادا کر دیئے جائیں۔ اس لئے یہ مکان فروخت کیا جا رہا ہے۔ بوجہ کچا مکان ہونے کے قیمت تھوڑی ہے۔ مگر مکان محفوظ ہے۔ اور مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ کی نزدیکی میں واقعہ ہے۔ جو دوست یہ مکان خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ موقعہ دیکھ کر خرید سکتے ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دارالفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کرے گا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان معہ منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کر لیں۔

چودھری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

ملازمت کی ضرورت

میں نے سینیٹری انسپکٹر کا امتحان پاس کیا ہوا ہے ڈیسپنسر بھی ہوں۔ نوجوان تجربہ کار ہوں۔ اگر کوئی بھائی کسی جگہ ملازمت کا انتظام کر دیں۔ تو بہت شکر گذار ہونگا۔

محمد یوسف بٹ۔ عزیز سٹریٹ احاطہ تھانہ دار۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے ۲۱ اگست کی اطلاع کے مطابق اپنی رعایا کے نام ایک فرمان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ میرے ۴۰ سالہ عہد حکومت میں میری ریاست کے تمام ہندو اور مسلمان سکھ اتفاق سے رہتے رہے ہیں۔ گذشتہ ایک سال سے فرقہ وار تنازعات میرے لئے سخت رنج کا موجب ہیں۔ میں اپنی رعایا کے تمام طبقات کو تلقین کرتا ہوں۔ کہ پُر امن رہیں۔ اور قیام امن و قانون میں حکام کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔

سر آغا خان نے نواب صاحب چھتاری کو جو مسلم کانفرنس و مسلم لیگ کے مشترکہ اجلاس کے صدر تھے ایک برقیہ ارسال کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ان نازک ایام اتحاد کی دانشمندانہ حکمت عملی پر میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قوم کی اکثریت نے غور و خوض کے بعد جو پالیسی اختیار کی ہے۔ اس پر اتفاق ہونے پر ہماری کامیابی کا انحصار ہے

ڈیرہ دون سے ۱۲ اگست کی خبر ہے کہ ایک یورپین انسپکٹر پولیس اپنے پستول سے خالی کارتوس نکال رہا تھا کہ گولی چل گئی۔ اور اس کی بیوی کے جا لگی۔ جس کا چند گھنٹے بعد انتقال ہو گیا۔

کومیلہ سے ۱۲ اگست کی خبر ہے کہ ایک قلندر اپنے دو سدھائے ہوئے بندروں کو لئے آتا تھا۔ کہ رستہ میں دو آدمیوں نے اسے لوٹ کر قتل کر دیا۔ اور لاش کو زمین میں دفن کر دیا۔ بندر جو ایک درخت پر چڑھ گئے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھتے رہے۔ آخر گھر پہنچ کر مقتول کی بیوی کو موقع پر لے آئے پولیس نے شبہ میں بعض لوگوں کو گرفتار کیا۔ ان میں سے اصلی قاتل جب بندروں کے سامنے لائے گئے۔ تو وہ غضبناک ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ آخر ملزمین نے اقبال جرم کر لیا

ایتھنز سے ۲۰ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ یونان میں ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کے لئے مظاہرہ کرنے کی زبردست سازش ہو رہی تھی۔ لیکن قبل از وقت انکشاف ہو گیا۔ اس وجہ سے دو جرنیل، تین کرنیل اور متعدد دیگر اعلیٰ افسر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

ٹوکیو سے ۲۰ اگست کی اطلاع ہے کہ ناگویہ کے رقبہ میں شدید زلزلہ رونما ہوا ہے۔ بہت سے مکانات منہدم ہو گئے۔ اتلاف جان اور دوسرے شدید نقصانات کے متعلق ابھی تفصیلات موصول نہیں ہوئیں۔

استنبول سے ۲۰ اگست کی خبر ہے کہ شمالی اناطولیہ میں شدید طغیانی آئی ہے۔ بہت سے پل تباہ ہو گئے۔ ۵۰۰ مکانات گر گئے۔ پندرہ سو کے قریب لوگ بے خانماں ہو گئے ہیں۔ اور ۱۳ اشخاص کی غرقابی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

لہریا سرائے (پٹنہ) سے ۲۱ اگست کی خبر ہے۔ کہ دریائے گنگا میں طغیانی کی وجہ سے موہدی نگر کے علاقہ میں زبردست سیلاب آ گیا ہے۔ پچاس دیہات زیر آب ہیں اور لوگ مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے ہیں۔

مہاراجہ الور کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ ایڈمنسٹریٹر کی اس رپورٹ پر کہ ریاست کا انتظام درست ہونے میں پندرہ سال لگیں گے۔ بشرطیکہ مہاراجہ صاحب ریاست میں نہ آئیں حکومت ہند نے انہیں پندرہ سال تک ریاست میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے۔

حکومت جاپان کے متعلق ٹوکیو کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس کے بری و بحری محکمہ جات نے بالفاظ صریح اعلان کر دیا ہے۔ کہ جاپان کی فضا میں سانس لینے والا ہر نوجوان فنون جنگ سے بہرہ ور ہو۔ محکمہ ہوائی نے بھی احکام صادر کئے ہیں کہ ہر کالج اور سکول میں طلباء کو ہوابازی سکھائی جائے

پشاور سے ۱۹ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ کابل میں اس دفعہ جشن آزادی کے سلسلہ میں ایک شاندار نمائش کی جا رہی ہے۔ جس میں سب سے زیادہ دلچسپ چیز ایک بوڑھا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ اس کی عمر ۱۸۰ برس کی ہے۔ بایں ہمہ عام صحت اور نظر اس کی بالکل اچھی ہے۔

سی پی کونسل میں ۱۹ اگست کو سکرٹری قانون نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ شخص جسے سول نافرمانی کے سلسلہ میں ایک سال سے زیادہ قید کی سزا ہوئی ہو بجائے کونسل کے لئے امیدوار ہونے کے ناقابل ہے۔ اسی طرح وکلاء جنہیں بار میں پریکٹس کرنے سے معطل کیا گیا ہو۔ کونسل کے لئے امیدوار کھڑے نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر ایسے اشخاص حکومت سے درخواست کریں۔ تو ان کے معاملہ پر غور کیا جائیگا

لاڑکانہ (سندھ) میں حال ہی میں دو ڈاکوؤں کو برسرعام پھانسی دی گئی تھی۔ اس کے متعلق ۲۰ اگست کو اسمبلی میں حکومت سے متعدد استفسارات کئے گئے۔ ہوم ممبر نے بتایا کہ برسرعام پھانسی دئے جانے کا حکم حکومت بمبئی نے دیا تھا مشورہ لینے پر سرے محکمہ نے سات ارکان اسمبلی کی رائے بذریعہ تار حکومت بمبئی کو مطلع کر دیا تھا۔ کہ وہ ایسی نمائش کے خلاف ہیں۔ حکومت بمبئی نے اس نظریہ پر غور کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔

مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کو چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی نے ۲۱ اگست کو تین ماہ قید اور تین صد روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ آپ پر الزام یہ تھا۔ کہ آپ نے لکھا تھا۔ کہ ڈپٹی کمشنر کے حکم سے پولیس نے جہاز کیرا کے حاجیوں کو جو ۱۳ مارچ کو روانہ ہوا تھا زد و کوب کیا۔

اسمبلی کے موجودہ سشن کے متعلق شملہ سے ۲۱ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ یہ ۳۱ اگست تک ختم کر دیا جائے گا۔ ۲۹ اگست کو وائسرائے ہند کونسل آف سٹیٹ اور اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کریں گے۔

برلن سے ۲۰ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے آج شب کو آراء ڈالی گئیں۔ نوے فیصدی ووٹ ہر ہٹلر کو دئیے گئے۔ اور اس طرح بھاری اکثریت سے ہٹلر جرمنی کا صدر منتخب ہو گیا۔

سی پی کونسل کے صدر کے خلاف ۲۲ اگست کو عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی۔ مگر کثرت آراء سے گر گئی۔

گاندھی جی نے مالوی جی کو لکھا تھا۔ کہ کانگرس کے اختلاف کو دور کیا جائے۔ مگر انہوں نے جواب دیا ہے کہ وہ اپنی پارٹی کو زندہ رکھنے پر مجبور ہیں۔ اگر گاندھی جی چاہتے ہیں۔ کہ کانگرس کی طاقت کمزور نہ ہو۔ تو ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ پر پھر غور کیا جائے۔

ڈاکٹر انصاری کے متعلق امرت بازار پتریکا کے نامہ نگار مقیم لندن نے لکھا ہے کہ وہ ہندوستان پہنچ کر سرخپوش لیڈروں کی رہائی کے لئے وائسرائے ہند سے ملیں گے۔ اور پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

شملہ سے ۱۲ اگست کی اطلاع ہے کہ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ ناگپور میں ہائی کورٹ کے قیام کی منظوری وزیر ہند نے دیدی ہے تفاصیل طے ہو رہی ہیں۔ اور اس کے بعد اعلان کر دیا جائیگا۔

بلدیہ لائلپور کا مسلمانوں نے عرصہ سے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ صرف دو نامزد مسلمان شامل تھے۔ ۲۲ اگست کی اطلاع ہے کہ پبلک دباؤ کے ماتحت وہ بھی مستعفی ہو گئے ہیں۔

مسٹر جناح کے متعلق بمبئی سے ۲۲ اگست کی اطلاع ہے کہ انہوں نے لندن سے مسلم لیڈروں کو لکھا ہے کہ میں اسمبلی میں جانا چاہتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ میرے مقابل پر کوئی کھڑا نہ ہو۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی